Part-1 

08-04-2017

پاکستان کے بین الاقوامی معاہدات

مفتی منیب الرحمٰن

اسلام ایفائے عہد کی تعلیم دیتا ہے اور تاکید فرماتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے(1): ''اور وعدے کی پاسداری کرو، بے شک وعدے کے بارے میں باز پرس ہوگی، (بنی اسرائیل:)''، (2) سورۂ بقرہ، آیت:177 میں نیکی کی جامع خصوصیات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''اور جب وہ عہد کرلیں، تو اپنے وعدوں کی پاسداری کرتے ہیں''۔ (3) اسی طرح سورۂ المومنون میں فلاح یافتہ اہلِ ایمان کی متعدد صفات بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''اور وہ لوگ جو اپنی امانتوں اور عہد کی پاسداری کرنے والے ہیں، (المومنون:8)''۔

عہدِ رسالت مآب ﷺ میں مشرکین سے کھلی جنگ تھی، اس دوران رسول اللہ ﷺ نے اُن سے معاہدات بھی کیے، وہ معاہدات بین الاقوام تھے۔ اُن میں سے ایک معاہدۂ حدیبیہ تھا، جس کی بعض شرائط بظاہر مسلمانوں کے حق میں نہیں تھیں اور ان پر صحابہ کرام کو اضطراب بھی تھا، لیکن رسول اللہ ﷺ نے اُن شرائط کی پاسداری کی۔ اُن میں سے ایک شرط یہ تھی: قریش کا جو فرد اپنے ولی کی اجازت کے بغیر سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے گا، اگرچہ وہ دینِ محمد پر ہو، اُسے واپس اُس کے ولی کے پاس لوٹا دیا جائے گا اور جس شخص نے محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی ہو، اگر وہ قریش کے پاس آئے گا، تو قریش اُسے واپس نہیں لوٹائیں گے۔ ابھی معاہدے پر دستخط ہوئے ہی تھے کہ ابوجندل بن سہیل مسلمانوں کے پاس پہنچے، انہیں اُن کے باپ سہیل نے بیڑیاں پہنا کر قید کر رکھا تھا، وہ قید خانے سے نکل کر بچتے بچاتے حدیبیہ پہنچے۔ مسلمان اُن کو خوش آمدید کہنے کے لیے کھڑے ہوئے، جب اُن کے باپ سہیل نے انہیں دیکھا تو اٹھ کر انہیں لاٹھیوں سے مارنے لگا اور گلے سے پکڑ کر کہا: اے محمد! میں یہ پہلا مقدمہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں، اِسے واپس لوٹا دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس انتہائی تکلیف دہ صورت حال میں فرمایا: ہم عہد شکنی نہیں کریں گے۔ اس دوران صحابہ ابوجندل کو پناہ دے چکے تھے، ابوجندل نے کہا: میں مسلمان ہو کر آیا ہوں، کیا اب مجھے بے یار و مددگار کر کے مشرکوں کی طرف لوٹا دیا جائے گا؟، وہ اذیت ناک حالت میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ابوجندل! صبر کرو، اجر پاؤ گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور تمام بے بس لوگوں کے لیے کشادگی اور مشکل سے نجات کی صورت مقدر فرمائے گا۔ ہم نے ایک قوم سے معاہدہ کرلیا ہے اور شرائط طے کرلی ہیں، ہم دھوکا نہیں دیں گے، (سبل الھدیٰ والرشاد، ج:5،ص:56-55)''۔ الغرض رسول اللہ ﷺ نے یک طرفہ طور پر اس معاہدے کو نہ توڑا، پھر مشرکوں نے عہد شکنی میں پہل کی تو رسول اللہ ﷺ نے پہلے اُن کو وارننگ دی اور فرمایا: اب ہم پر اس عہد کی پاسداری لازم نہیں رہی اور آپ فتحِ مکہ کے سفر پر روانہ ہوگئے اور اللہ تعالیٰ

نے آپ کو تاریخی فتح عطا فرمائی، جس کا ذکر قرآنِ مجید میں موجود ہے۔

نو ہجری کو حجۃ الاسلام فرض ہوا اور مسلمان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امارت میں حج کے لیے مکۂ مکرمہ تشریف لائے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ ﷺ کے نمائندۂ خاص کے طور پر سورۂ براءت کی ابتدائی آیات کا اعلامیہ جاری کرنے کے لیے آئے اور میدانِ عرفات سے تاجدارِ ختمِ نبوت ﷺ کی نیابت میں یہ اعلامیہ جاری ہوا:

''اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اُن مشرکوں سے بے زاری کا اعلان ہے، جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا، سو (اے مشرکو!) اب تم چار ماہ (آزادی سے) چل پھر لو اور یقین رکھو کہ تم اللہ کو عاجز نہیں کر سکتے اور یہ کہ اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے حجِ اکبر کے دن تمام لوگوں کے لیے اعلانِ عام ہے کہ اللہ اور اس کا رسول مشرکوں سے بری الذمہ ہیں، سو اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے لیے بہتر ہے اور اگر تم اعراض کرتے ہو تو یقین رکھو کہ تم اللہ کو عاجز کرنے والے نہیں ہو اور (اے رسول!) کافروں کو دردناک عذاب کی خوش خبری دیجیے، ماسوا اُن مشرکوں کے جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا، پھر انہوں نے (اُس عہد کی پاسداری میں) تمہارے ساتھ کوئی کمی نہیں کی اور نہ تمہارے خلاف کسی کی مدد کی، سو اُن سے کیے گئے معاہدے کی مدت پوری کرو، بے شک اللہ تعالیٰ متقین کو پسند فرماتا ہے، (التوبہ:4-1)''۔

اندازہ لگائیے کہ حالات جنگ میں بھی اسلام نے عہد کی پاسداری کی تعلیم دی اور رسول اللہ ﷺ نے معاہدات بین الاقوام کے ایفا کی شاندار روایات قائم فرمائیں۔ پس جو دین حالتِ جنگ میں بھی عہد شکنی کی اجازت نہ دے، وہ حالتِ امن میں اِسے کیسے گوارا کر سکتا ہے۔ یہ تمہیدی کلمات میں نے اس لیے لکھے کہ بلوچستان میں رکوڈک کے سونے کے ذخائر کے بارے میں غیر ملکی کمپنی ٹی تھیان سے معاہدہ ہوا تھا، لیکن سپریم کورٹ آف پاکستان کی مداخلت کی بنا پر وہ معاہدہ منسوخ کرنا پڑا۔ حال ہی میں عالمی عدالت نے یک طرفہ طور پر معاہدہ توڑنے کی بنا پر پاکستان پر بھاری جرمانہ عائد کیا ہے۔ یہ صورت حال ہمیں اس لیے پیش آتی ہے کہ ہماری حکومتیں عالمی معاہدات کرتے وقت انتہائی عجلت میں ہوتی ہیں اور بین الاقوامی قوانین کے ماہرین سے اُن معاہدات کی شرائط کا تجزیہ نہیں کراتیں اور اُس کے نتیجے میں وہ گلے گلے تک دھنس جاتی ہیں۔

یہی غفلت انتہائی منفعت بخش ادارے پاکستان ٹیلی کمیونیکیشن اتھارٹی کی نجکاری کے موقع پر ہوئی۔ امارات کی کمپنی سے معاہدہ کر لیا گیا اور 26 فیصد کی ادائیگی پر پورا انتظامی کنٹرول انہیں دے دیا گیا۔ معاہدے میں حکومتِ پاکستان نے یہ ذمے داری قبول کی کہ پی ٹی سی ایل کی تمام املاک کی قبضے سمیت ملکیت خریدار کمپنی کے حوالے کی جائے گی۔ ہمارے ہاں کئی سرکاری املاک پر ناجائز تجاوزات ہوتی ہیں اور انہیں واگزار کرنا حکومت کے لیے دشوار ہوتا ہے، کیونکہ قابضین کی طرف سے مزاحمت پر حکومت کے خلاف طوفان اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اب حکومت بے بس ہے، اتصالات نے کئی ملین ڈالر کے بقایاجات ادا نہیں کیے اور اب اُسے چین کی کمپنی زونگ کو فروخت کر دیا ہے، وہ اِس عرصے میں بے تحاشا نفع کما کر لے گئے۔

اسی طرح پاکستان اسٹیل کی نجکاری ایکس ارب میں ہونا قرار پائی تھی، مگر سپریم کورٹ آف پاکستان نے اِسے روک دیا، اس کے بعد پاکستان اسٹیل ملز ایک مفلوج ادارہ بن چکا ہے اور ہر ماہ حکومت کروڑوں روپے تنخواہوں کی مد میں سرکاری خزانے سے ادا کر رہی ہے ۔لیکن اگر وہ نجکاری ہو چکی ہوتی، تو پاکستان اسٹیل کی کھربوں روپے کی زمینی جائیداد خریدار کمپنی کے ہاتھ آجاتی اور وہ اُسے اوپن مارکیٹ میں بیچ کر غائب ہو جاتے۔ بہت سی صنعتیں جو قومیائے جانے کے بعد نجی ملکیت میں دی گئیں، اُن کا یہی حشر ہوا۔

پراپرٹی ڈویلپر جب کوئی ہاؤسنگ اسکیم لانچ کرتے ہیں، تو ماحول انتہائی زرق برق، لش پش اور چکا چوند سے معمور ہوتا ہے۔ پلاٹوں یا فلیٹوں کے خریدار معاہدۂ خریداری کی دستاویز کو پڑھے اور سمجھے بغیر دستخط کر دیتے ہیں اور جب وہ قسطیں ادا نہیں کر پاتے اور معاہدۂ خریداری کو منسوخ کرنے کے لیے ڈویلپر سے رابطہ کرتے ہیں تو پتا چلتا ہے کہ ساری شرائط اُس کے حق میں ہیں، وہ چند قسطیں ادا نہ کرنے پر یک طرفہ طور پر معاہدہ منسوخ کر سکتا ہے، اُن کی ادا کردہ اقساط کو ضبط کر سکتا ہے اور خریدار کے حقوق کے تحفظ کی کوئی شق اُس معاہدے میں نہیں ہوتی، لیکن: ''اب پچھتائے کیا ہووت، جب چڑیاں چگ گئیں کھیت'' کا منظر ہوتا ہے، یہی حال ہمارے حکمرانوں اور ہمارے نظامِ حکومت کا ہے۔

چند سال پہلے ایک کانفرنس میں بین الاقوامی قانون کے ماہر جناب احمر بلال صوفی نے ہمیں بتایا تھا کہ ہم اہلِ پاکستان پر تقریباً نو ہزار ملکی قوانین اور تیرہ ہزار بین الاقوامی قوانین حاکم ہیں۔ جب عالمی اداروں میں یہ قوانین بن رہے ہوتے ہیں، تو وہاں ہماری نمائندگی نہیں ہوتی یا جو نمائندہ بن کر جاتے ہیں، وہ اُن خشک اجلاسوں میں شرکت کی بجائے ہوٹلوں میں آرام فرماتے ہیں یا سیر و تفریح کر رہے ہوتے ہیں، جب کہ اس کے برعکس بیدار مغز قوموں کے نمائندے قانون کے ایک ایک لفظ اور ایک ایک شق پر طویل بحثیں کرتے ہیں۔ اِسی صورتِ حال کا سامنا ہمیں ہندوستان کے ساتھ سندھ طاس معاہدے میں درپیش ہے۔ ہندوستان معاہدے سے تجاوز کر کے ڈیم پہ ڈیم تعمیر کر کے پاکستان کے حصے کے پانی کو روک رہا ہے، اُس کے نتیجے میں آنے والے سالوں میں پاکستان خطرناک حد تک قلتِ آب کے خطرے سے دوچار ہو سکتا ہے۔ پاکستان کو عالمی عدالت سے کوئی تحفظ ملنے کی امید نہیں ہے، کیونکہ معاہدہ کرتے وقت ہم نے اُس کی شقوں کا بغور جائزہ نہیں لیا تھا اور قانونِ بین الاقوام کے ماہرین سے رہنمائی حاصل نہیں کی تھی، جس کا خمیازہ ہمیں اب بھگتنا پڑ رہا ہے۔ اسی طرح سی پیک سے متعلق معاہدات کا بھی کسی کو علم نہیں ہے، حالانکہ یہ معاہدات اشخاص کے درمیان نہیں ہوتے، بلکہ اقوام اور ممالک کے درمیان ہوتے ہیں اور اِن کے نتائج بھی اُن کو بھگتنے پڑتے ہیں۔ قطر سے ایل این جی کا معاہدہ بھی مستور ہے۔

ہمارے سول حکمران اسٹیبلشمنٹ کے دباؤ پر خصوصی فوجی عدالتوں کے حق میں تو آئینی ترامیم منظور کر لیتے ہیں، لیکن از خود کوئی ایسی آئینی ترمیم اتفاقِ رائے سے لانے کے لیے تیار نہیں ہیں کہ ہمارے عالمی معاہدات کا طریقۂ کار کیا ہو، ملکی اور قومی مفادات کا تحفظ کس طرح کیا جائے اور اس کے لیے آئینی اور قانونی Check List کیا ہونی چاہیے۔ ماضی میں جو ہو چکا، اُس کی تلافی تو اب ممکن نہیں ہے، لیکن کم از کم آئندہ کے لیے ہمیں کوئی پیش بندی ضرور کرنی چاہیے۔

(روزنامہ دنیا، 08 اپریل 2017ء)